# نبیِ کریم ﷺ کی محبت کے اسباب





پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

دار النور اسلام آباد

QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION • HYD. INDIA •

# نبیِ کریم ﷺ کی محبت کے اسباب

# نبیِ کریم ﷺ کی محبت کے اسباب



پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION • HYD. INDIA •

ناشر

دارالنور اسلام آباد

موبائلز 0333-5139853
0321-5336844

پاکستان میں ملنے پتہ

مکتبہ قدوسیہ

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Ph:7351124-7230585

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلي آلِهٖ وأصحابہٖ وبارك وسلم.

اس کائنات میں رب ذوالجلال کے بندہ مومن پر عظیم ترین احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے دل میں نبی ﷺ کی شدید محبت ہو۔ اہل ایمان ایسے اسباب ووسائل کو جاننے اور سمجھنے کی بہت تڑپ اور شدید آرزو رکھتے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ کی محبت نصیب ہو جائے اور اس میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے۔

توفیق الٰہی سے ایسے ہی اسباب و وسائل کو جاننے ، دوسرے لوگوں کو اس سے آگاہ کرنے اور ان سے فیض یاب ہونے کی خاطر درج ذیل سات اسباب کے متعلق گفتگو کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

۱. نبی کریم ﷺ کی محبت کی فرضیت کو نہ بھولنا۔
۲. آپ ﷺ کی محبت کے ثمرات کو ہمیشہ یاد رکھنا۔
۳. آپ ﷺ کے احسانات کو فراموش نہ کرنا۔
۴. شانِ مصطفیٰ ﷺ کو ہمیشہ نگاہوں کے سامنے رکھنا۔
۵. آپ ﷺ کے اخلاقِ عالیہ کو کبھی نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دینا۔
۶. کثرت سے آپ ﷺ کا ذکر خیر کرنا اور آپ پر درود پڑھنا۔

☆ آنحضرت ﷺ سے محبت کرنے والوں کے احوال کو پیشِ نظر رکھنا۔

## 1۔ نبی کریم ﷺ کی محبت کی فرضیت کو نہ بھولنا:

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت مخلوق میں سے ہر ایک چیز کی محبت سے زیادہ ہو۔ اس بات پر دلالت کناں احادیث میں سے ایک وہ ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

(( أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: " فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ.))[1]

"یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور بیٹے سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔"

اسی بات پر دلالت کرنے والی ایک اور حدیث وہ ہے جس کو امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

(( قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ.")) [2]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب حب الرسول ﷺ من الايمان، رقم الحديث ١٤، ٥٨/١.

[2] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب وجوب محبة النبي ﷺ أكثر من الأهل والولد والوالد والناس اجمعين، ...... رقم الحديث ٦٩(٤٤)، ٦٧/١.

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے اہل، مال اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوجاؤں۔''

علاوہ ازیں قرآن کریم میں ہر اس شخص کے لیے عذابِ الٰہی کی لپیٹ میں آنے کی وعید ہے، جو اللہ تعالیٰ، رسول کریم ﷺ اور جہاد کے مقابلے میں اپنے آباء، بیٹوں، بھائیوں، بیویوں، قبیلوں، جمع شدہ مالوں، تجارت یا گھروں کے ساتھ زیادہ محبت رکھے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ آبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَأَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ ﴾[1]

''کہہ دیجیے! اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے، تمہارے کمائے ہوئے مال، تمہاری تجارت جس کے مندا پڑ جانے کا تمہیں اندیشہ رہتا ہے، اور تمہاری پسندیدہ رہائش گاہیں تمہیں اللہ تعالیٰ، ان کے رسول (ﷺ) اور ان کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو (اس بات کا) انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

اگر یہ چیزیں تمہیں اللہ تعالیٰ، ان کے رسول کریم ﷺ اور ان کی راہ میں

[1] سورة التوبه/الآية ٢٤.

جہاد سے زیادہ عزیز ہیں، تو پھر اس بات کا انتظار کرو، کہ اس کے گوناگوں عذابوں میں سے تم پر کس قسم کا عذاب نازل ہوتا ہے۔[1]

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے:

(( وَفِي الآيَةِ دَلِيْلٌ عَلىٰ وُجُوبِ حُبِّ اللّٰهِ تَعَالىٰ وَرَسُوْلِه ﷺ ، وَلَا خَلَافَ فِيْ ذٰلِكَ ، وَأَنَّ ذٰلِكَ مُقَدَّمٌ عَلىٰ كُلِّ مَحْبُوْبٍ .))[2]

''(یہ) آیت اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی محبت کی فرضیت پر دلالت کناں ہے، اور اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں، اور یہ بات بھی ہے کہ ان کی محبت ہر محبوب (کی محبت) پر مقدم ہو۔''

جب کوئی شخص یہ بات اچھی طرح سمجھ جائے اور یہ حقیقت پیشِ نظر رکھے کہ اس کا ایمان تب تک مکمل نہ ہوگا، جب تک کہ وہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ تمام مخلوق سے زیادہ محبت نہ کرے، تو اس صورت میں توفیقِ الٰہی سے اس کے دل میں آنحضرت ﷺ سے کماحقہ محبت کے جذبات میں خوب خوب اضافہ ہوگا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ ایک حدیث سے یہ حقیقت خوب اُجاگر ہوتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا:

((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ، وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رضي الله عنه : "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي."

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :"لَا وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهٖ ! حَتّٰى أَكُوْنَ

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر: ۲/۳۷۸۔
[2] تفسیر القرطبی ۸/۹۵۔

أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ."

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رضي الله عنه: "فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللّٰهِ! لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي."

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "الْآنَ يَا عُمَرُ.")) [1]

''ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے، اور تب آپ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: ''یارسول اللہ (ﷺ)! یقیناً آپ مجھے میری جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔''

نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہاں تک کہ میں تجھے تمہاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! بلاشک وشبہ اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔''

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! اب (بات بنی ہے)''

اس روایت میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، تو انہوں نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا، اپنی سابقہ فکر اور سوچ کا از سر نو جائزہ لیا اور ایک نئے نتیجے پر پہنچے، اور کامل صاف گوئی، صداقت اور صراحت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے روبرو اس کا اظہار کیا اور وہ نتیجہ یہ تھا کہ آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز، محبوب اور پیارے ہیں۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الأيمان والنذور، باب كيف كانت يمين النبي ﷺ، رقم الحديث ٦٦٣٢، ١١/٥٢٣.

## 2۔آپ ﷺ کی محبت کے ثمرات کو ہمیشہ یاد رکھنا:

نبی کریم ﷺ اس بات کے قطعاً محتاج نہیں کہ ہم ان سے محبت کریں۔ اللہ کریم نے اپنے فضل وکرم سے انہیں اس بات سے یکسر بے نیاز اور مستغنی فرما دیا ہے۔ہم آپ ﷺ سے محبت کر کے دنیا وآخرت میں انتہائی عظیم اور بیش قیمت ثمرات وبرکات سے فیض یاب ہوتے ہیں۔آپ ﷺ کی محبت دنیا میں مٹھاسِ ایمان پانے کے اسباب میں سے ہے۔امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

(( ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ . ))[1]

''تین (خصلتیں) جس شخص میں ہوں وہ ایمان کی شیرینی سے بہرہ ور ہوگا: یہ کہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ اسے سب سے زیادہ پیارے ہوں ، جس سے محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرے اور کفر میں پلٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح کہ آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔''

علاوہ ازیں آپ ﷺ سے محبت کرنے والا رحمتِ الٰہی سے دائمی اور ابدی

---

[1] متفق علیه: صحيح البخاري ، كتاب الإيمان ، باب حلاوة الايمان ، رقم الحديث ١٦، ١/ ٦٠؛ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان،باب خصال من اتصف بهنّ وجد حلاوة الإيمان ، رقم الحديث ٦٧(٤٣) ١/ ٦٦. متن میں نقل کردہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔

نعمتوں والی جنت میں آپ کی ہمسائیگی اور پڑوس کی عظیم الشان سعادت پائے گا۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ: " يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟" فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : " اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ.")) [1]

''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یارسول اللہ (ﷺ)! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن وہ ان تک پہنچ نہیں سکا (یعنی اس نے اتنے نیک اعمال نہیں کیے جتنے انہوں نے کیے)

رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ''آدمی اسی کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اس نے محبت کی۔''

اور نبی کریم ﷺ کے فرمان [اسی کے ساتھ ہے] سے مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ [2]

جب کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی محبت کے ایسے عظیم الشان فوائد اور جلیل القدر برکات سے آگاہی کے بعد انہیں یاد رکھے اور انہیں اپنی نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دے، تو توفیقِ الٰہی سے اس کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت کے چشمے پھوٹیں گے، اور ان میں وسعت اور اضافہ ہوگا کیونکہ انسانی فطرت مفید

---

[1] متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب علامة الحب في الله تعالى، رقم الحديث: ٦١٦٩، ١٠/٥٥٧؛ وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب المرء مع من أحب، رقم الحديث ١٦٥ (٢٦٤٠)، ٤/٢٠٣٤. متن میں منقول الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔

[2] ملاحظہ ہو: عمدة القاري ٢٢/١٩٧

اور نفع مند چیز اور بات کو پسند کرتی ہے، اور اس کو زیادہ سے زیادہ تعداد اور مقدار میں حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہوتی ہے۔

## 3۔ آپ ﷺ کے احسانات کو فراموش نہ کرنا:

انسانی فطرت میں یہ بات ودیعت کی گئی ہے کہ وہ اپنے دکھ، درد، الم، غم اور رنج میں شریک ہونے والے، ان سے بچاؤ اور ان کے ازالے میں تعاون کرنے والے، اور خیر و نفع پہنچانے کی کوشش کرنے والے سے محبت کرتا ہے۔ قدیم زمانے سے مشہور ہے:

((جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلَى حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهَا.))

''احسان کرنے والوں کی محبت دلوں میں ودیعت کی گئی ہے۔''

اُمت کے لیے باعث اذیت ہر بات اور ہر چیز ہمارے نبی کریم ﷺ پر گراں تھی، اور آپ ﷺ ہر ایسی بات اور چیز سے اُمت کو محفوظ کرنے کے لیے تا حدِ استطاعت سعی فرماتے۔ ہر نفع مند اور مفید بات اور چیز سے امت کو بہرہ ور کرنے کی خاطر آپ ﷺ انسانی طاقت کی آخری حدوں تک جدو جہد کرتے۔ خود اللہ مالک الملک نے اس بات کی گواہی کلامِ پاک میں دی ہے:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾[1]

''یقیناً تمہارے پاس ایک ایسے رسول تشریف لائے ہیں جو تم ہی سے ہیں، جن پر تمہاری مضرت کی بات گراں ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند ہیں، اہل ایمان کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور نہایت

---

[1] سورۃ التوبۃ/الآیۃ ۱۲۸.

مہربان ہیں۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے:

(( وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ ﴾ أَيْ يَعِزُّ عَلَيْهِ الشَّيْءُ الَّذِي يَعنتُ أُمَّتَهُ وَيَشُقُّ عَلَيْهَا. ﴿ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ ﴾ أَيْ عَلَى هِدَايَتِكُمْ وَوُصُولِ النَّفْعِ الدُّنْيَوِيِّ وَالْأُخْرَوِيِّ إِلَيْكُمْ. ))[1]

(عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ) جو بات اُمت کو مبتلائے مشقت کرتی ہے وہ ان پر گراں اور شاق ہوتی ہے۔

(حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ) یعنی آپ ﷺ تمہاری ہدایت اور تمہارے دنیوی و اُخروی نفع پانے کے شدید خواہش مند ہیں۔''

اُمت کی نہایت درجہ کی خیر خواہی اور انتہائی ہمدردی کا عالم یہ تھا کہ لوگوں کے اعراضِ حق کے غم اور افسوس میں خدشہ تھا کہ کہیں آپ ﷺ اپنی جان کو ہلاک نہ کرلیں۔ ربِ علیم و خبیر سبحانہ وتعالیٰ نے خود اس بارے میں فرمایا:

﴿ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ﴾[2]

''پس کیا آپ ان کے پیچھے ان کے ایمان نہ لانے کے افسوس میں اپنی جان کو ہلاک کرلیں گے۔''

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ایمان نہ لانے پر اس قدر شدید افسوس سے منع بھی فرمایا ہے:

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۴۴۳/۲ باختصار ؛ نیز ملاحظہ فرمائیے: تفسیر القرطبی ۳۰۲/۸.

[2] سورة الکھف/الآیة ٦.

﴿ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ ط إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴾[1]

''پس آپ ان پر غم کھا کھا کر اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالیے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس سے بخوبی آگاہ ہے۔''

نبی کریم ﷺ کی اُمت کے لیے نہایت درجہ ہمدردی اور شدید تعلق کے بیان کے لیے اللہ جل جلالہ کی صرف یہ گواہی ہی بہت کافی ہے:

﴿ اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ﴾[2]

''نبی ﷺ اہل ایمان کے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریبی ہیں۔''

قاضی ابن عطیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت شریفہ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے:

(( قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الْعَارِفِيْنَ: " هُوَ أَوْلٰى بِهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ، لِأَنَّ أَنْفُسَهُمْ تَدْعُوْهُمْ إِلَى الْهِلَاكِ ، وَهُوَ يَدْعُوْهُمْ إِلَي النَّجَاةِ. ))[3]

''بعض علمائے عارفین نے بیان کیا ہے: ''آپ ﷺ ان (اہل ایمان) کے لیے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں کیونکہ ان کی جانیں انہیں تباہی و بربادی کی طرف بلاتی ہیں اور آپ ﷺ انہیں نجات کی طرف (آنے کی) دعوت دیتے ہیں۔''

صادق و امین نبی کریم ﷺ نے خود بھی اُمت کے لیے اس بات کو ایک مثال کے ذریعے بیان فرمایا ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] سورۃ فاطر/الآیۃ ۸.
[2] سورۃ الأحزاب/الآیۃ ٦.
[3] المحرّر الوجیز ۱۳/ ٥٠.

((مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا ، فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهَا ، وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا ، وَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ ، وَأَنْتُمْ تُفَلَّتُونَ مِنْ يَدِي . ))[1]

''میری اور تمہاری مثال ایک ایسے شخص کی مثال ہے جس نے آگ روشن کی، تو پروانوں اور مچھروں نے اس میں کودنا شروع کر دیا۔ وہ ان کو اس (میں کودنے) سے روکتا رہا، اور میں آگ سے (تمہیں بچانے کی غرض سے) تمہاری کمروں کو تھامتا ہوں، اور تم میرے ہاتھ سے نکلنے کے لیے چھینا جھپٹی کر رہے ہو۔''

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے:

(( وَهٰذَا مَثَلٌ لِاجْتِهَادِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي نَجَاتِنَا ، وَحِرْصِهِ عَلَى تَخَلُّصِنَا مِنَ الْهَلَكَاتِ الَّتِي بَيْنَ أَيْدِينَا ، فَهُوَ أَوْلَى بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا . ))[2]

''یہ ہماری نجات کی خاطر ہمارے نبی کریم ﷺ کی جدو جہد اور پیش آمدہ بربادیوں سے ہمیں خلاصی دلانے کے لیے شدید خواہش کی مثال ہے۔ وہ ہماری اپنی جانوں سے زیادہ ہمارا خیال رکھنے والے ہیں۔''

اہل ایمان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی عظیم شفقت اور شدید تعلق کی باتوں میں سے ایک وہ ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

---

[1] ملاحظہ ہو: صحيح مسلم، كتاب الفضائل ، باب شفقة النبي ﷺ على أمته ومبالغته في تحذيرهم عما يضرّهم ، رقم الحديث ١٩ (٢٢٨٥) ، ١٧٩٠/٤ .

[2] تفسير القرطبي ١٢٢/١٤ . اُمت کی ہدایت کے لیے نبی کریم ﷺ کی شدید خواہش کے بعض واقعات کے لیے دیکھئے: راقم السطور کی کتاب [الحرص على هداية الناس فى ضوء النصوص وسير الصالحين] ص ١٩ سے ص ٤٠ تک۔

سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿ اَلنَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ﴾ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوْا ، فَإِنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِيْ وَأَنَا مَوْلَاهُ. ))[1]

''میں ہر مومن کے ساتھ دنیا وآخرت میں سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں۔ اگر تم چاہو تو پڑھو: [(ترجمہ:) ''نبی (ﷺ) اہل ایمان کے ساتھ خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔''] پس جو مومن بھی ترکہ چھوڑے، تو اس کے جو اعزہ واقارب بھی ہوں، وہ اس کے وارث ہوں گے، لیکن اگر اس نے قرض یا چھوٹی اولاد چھوڑی، تو وہ میرے پاس آجائیں، میں ان کا ذمہ دار ہوں۔''

کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ نبی کریم ﷺ کی یہ شفقت وعنایت صرف اپنے زمانے میں موجود اہل ایمان ہی کے ساتھ تھی، بلکہ اس کا دائرہ قیامت تک آنے والی اُمت کے افراد تک پھیلا ہوا ہے۔ اس بات کے دلائل میں سے ایک امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُوْبِهَا ، فَيُسْتَجَابُ لَهٗ فَيُؤْتَاهَا ، وَإِنِّيْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.))[2]

---

[1] صحيح البخاري ، كتاب التفسير ، سورة الأحزاب ، باب ، رقم الحديث ٤٧٨١ ، ٥١٧/٨.

[2] صحيح مسلم ، كتاب الإيمان ، باب اختباء النبي ﷺ دعوة الشفاعة لأمته ، رقم الحديث ٣٣٩ (١٩٩)، ١٨٩/١.

''ہر ایک نبی کی ایک قبول ہونے والی دعا ہوتی ہے جو وہ کرتا ہے، اور اس کے طلب کرنے پر وہ اس کو عطا کی جاتی ہے، اور یقیناً میں نے اس کو اُمت کی شفاعت کی غرض سے روزِ قیامت کے لیے چھپا رکھا ہے۔''

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ (دعوۃ مستجابہ) کی عظیم نعمت کو اپنے یا اپنے اہل وعیال کی بجائے اُمت کی روزِ قیامت شفاعت کی خاطر محفوظ کر لیا۔ صَلَوٰتُ رَبِّي وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پر تعلیق کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

(( فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ بَيَانُ كَمَالِ شَفَقَةِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَي أُمَّتِه ، وَرَأْفَتِه بِهِمْ ، وَاعْتِنَائِه بِالنَّظَرِ فِي مَصَالِحِهِمُ الْمُهِمَّةِ ، فَأَخَّرَ ﷺ دَعْوَتَهُ لِأُمَّتِه إِلَى أَهَمِّ أَوْقَاتِ حَاجَتِهِمْ. ))[1]

''اس حدیث میں نبی ﷺ کی اُمت پر کمال شفقت و عنایت اور مصالح اُمت کو پیشِ نظر رکھنے کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی دعا کو اُمت کی شدید حاجت کے اوقات کے لیے مخصوص فرما دیا۔''

ہر ذی شعور اور عقل مند شخص جب آنحضرت ﷺ کے اس طرزِ عمل سے آگاہ ہوگا، اور اس کو ہمیشہ اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنے کی کوشش کرے گا، تو توفیقِ الٰہی سے آپ کی محبت اس کے دل میں پیدا ہوگی اور اس میں اضافہ اور ترقی ہوگی۔ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ آیت شریفہ ﴿ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ﴾ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

---

[1] شرح النووی ۳/۷۲.

((فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا ، فَإِنَّهُ يَأْمُرُهُمْ ، وَلَا يَرْضَى مِنْهُمْ إِلَّا بِمَا فِيهِ صَلَاحُهُمْ ، وَنَجَاحُهُمْ بِخِلَافِ النَّفْسِ ، فَلِذَٰلِكَ أُطْلِقَ......فَيَجِبُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ، وَأَمْرُهُ أَنْفَذُ إِلَيْهِمْ مِنْ أَمْرِهَا ، وَشَفَقَتُهُمْ عَلَيْهِ أَتَمُّ مِنْ شَفَقَتِهِمْ عَلَيْهَا .))[1]

''(نبی ﷺ اہل ایمان کے ساتھ ان کی اپنی جانوں سے زیادہ تعلق رکھنے والے ہیں) یعنی تمام باتوں میں، آنحضرت ﷺ، ان کی اپنی جانوں کے برعکس، انہیں صرف انہی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور ان کے لیے وہ ہی پسند فرماتے ہیں، جن میں ان کی بھلائی اور نجات ہوتی ہے۔ اسی بنا پر ان پر یہ واجب ٹھہرا کہ وہ آپ ﷺ کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز سمجھیں۔ آپ ﷺ کا حکم ان کے نزدیک اپنی نفسانی خواہشات پر مقدم ہو، اور ان کا آپ ﷺ کے ساتھ تعلق اپنی جانوں کے ساتھ تعلق سے زیادہ ہو۔''

## 4۔ شانِ مصطفیٰ ﷺ کو ہمیشہ نگاہوں کے سامنے رکھنا:

شان وعظمت اور قدر ومنزلت والے سے محبت کرنا انسانی طبیعت میں داخل ہے، اور ہمارے نبی کریم ﷺ تمام مخلوق میں سب سے بلند وبالا، اگلے پچھلوں کے سردار، اولاد آدم علیہ السلام میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز ومحترم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھرانہ تمام گھرانوں سے اعلیٰ، آپ کا زمانہ تمام زمانوں سے بہترین، آپ کی جائے پیدائش سرزمینِ مکہ، اللہ تعالیٰ کو سب شہروں سے زیادہ

[1] تفسیر البیضاوی ۲/ ۲۳۹ ؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ۳/ ۵۱۵.

عزیز، آپ کی جائے ہجرت کا نام خود اللہ تعالیٰ نے [طابة] [پاکیزہ] رکھا، اور قیامت تک کے لیے اس کو دجال اور طاعون سے محفوظ فرما دیا۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجودِ مبارک کو نزولِ عذاب کی راہ میں ایک قوی اور مؤثر رکاوٹ بنا دیا، خود اللہ مالک نے فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾[1]

''اور جب تک آپ ان کے درمیان رہیں گے اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دے گا اور جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دے گا۔''

آپ ﷺ کی بعثت کے بعد روئے زمین پر موجود ہر شخص پر، خواہ وہ نبی و رسول ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اطاعت کو فرض قرار دیا، بلکہ اللہ جل جلالہ نے تو اس بات کا تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد بھی لیا تھا۔ اللہ عزوجل نے خود فرمایا:

﴿ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَ أَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِيْ ط قَالُوْٓا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ ٥ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ٥ ﴾[2]

''اور جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں، پھر تمہارے پاس میرا رسول آئے، جو تمہارے پاس موجود

[1] سورة الأنفال/الآية ٣٣.
[2] سورة آل عمران/الآيتان ٨١، ٨٢.

چیز کی تصدیق کرے، تو تم ضرور اس کے ساتھ ایمان لے آؤ گے، اور اس کی ضرور مدد کرو گے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کیا تم اقرار کر چکے ہو اور اس پر میرا عہد قبول کر چکے ہو؟" انہوں نے عرض کیا: "ہم نے اقرار کرلیا۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "پس تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ پس جس نے اس کے بعد اعراض کیا تو وہی لوگ فاسق ہیں۔"

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ [1] ان کی اطاعت کرنے والے کو اپنا محبوب بنانے اور اس کے گناہوں کو معاف فرمانے کی بشارت دی۔ [2] آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی رحمت کے حصول [3] اور جنت میں انبیاء، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ اعلیٰ مقام پانے کا سبب قرار دیا۔ [4]

---

[1] اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾[سورة النساء/الآية ٨٠] "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔"

[2] ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾[سورة آل عمران/الآية ٣١]. "کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا، اور نہایت مہربان ہے۔"

[3] ارشادِ رب العالمین ہے: ﴿ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾[سورة آل عمران/الآية ١٣٢]. "اور تم اللہ تعالیٰ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو شاید کہ تم پر رحم کیا جائے۔"

[4] ارشادِ مولائے کریم ہے: ﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ ﴾[سورة النساء/الآيتان ٦٩-٧٠]. "جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کریں گے، وہ (جنت میں) انعام یافتہ لوگوں، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ رہیں گے، اور یہ لوگ بڑے اچھے ساتھی ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا (ان پر خاص) فضل ہوگا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں۔"

مزید برآں نبی کریم ﷺ وہ ہیں کہ ساری عزتوں کے مالک اللہ جل جلالہ نے ان کے نام کو بلند و بالا فرما دیا۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴾[1]

''ہم نے آپ کی خاطر آپ کے نام کو بلند و بالا کر دیا۔''

اور آپ ﷺ کی بلندیٔ ذکر کے مظاہر میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے مقامات اور اوقات میں اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک کے بعد آپ کا اسم گرامی ذکر کیا جاتا ہے، اور ان میں سے ایک اذان کا وقت ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا:

وَضَمَّ الْإِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَي اسْمِهِ
إِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ

''اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا دیا، جب پانچوں (نمازوں) کے لیے اذان میں مؤذن (أشہد) پکارے۔''

مزید برآں روزِ قیامت ہمارے نبی کریم ﷺ سب سے پہلے قبر سے اُٹھائے جائیں گے، وہ دربارِ الٰہی میں حاضری کے وقت خطیبِ خلق ہوں گے، حمدِ الٰہی کا عَلَم ان ہی کے دستِ مبارک میں ہوگا، آدم علیہ السلام اور دیگر سب انبیاء علیہم السلام ان کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، وہ لوگوں کی مایوسی کے وقت انہیں نویدِ بشارت سنانے والے ہوں گے، اولین شفاعت کرنے والے ہوں گے، اور سب سے پہلے انہی کی شفاعت شرفِ قبولیت پائے گی، وہ جنت کے دروازے پر سب سے پہلے دستک دیں گے، اور اُسے اُنہی کے لیے سب سے پہلے کھولا جائے گا۔ جنت میں آپ ﷺ کو سب سے بلند و بالا حیثیت حاصل ہوگی کہ آپ کو مقامِ محمود عطا کیا جائے گا اور وہ ان کے سوا کسی اور کو میسر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے

---

[1] سورۃ الانشراح/الآیۃ ٤.

فرمایا:

﴿ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴾[1]

''اور آپ رات کے کچھ حصے میں نمازِ تہجد میں قرآن پڑھیے، یہ آپ کے لیے زائد نماز ہوگی، اُمید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز کر دے گا۔''

نبی کریم ﷺ کے ان عظیم الشان مناقب اور کتاب وسنت میں وارد دیگر جلیل القدر فضائل سے آگاہی اور انہیں پیشِ نظر رکھنے سے آپ ﷺ کی محبت دل میں پیدا ہوگی، اور اس میں اضافہ ہوگا۔ اسی سلسلے میں مشہور محدث علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے:

(( إِنَّنِي أَعْتَقِدُ أَنَّ كُلَّ مُسْلِمٍ صَادِقٍ فِيْ إِسْلَامِهِ لَابُدَّ لَهُ أَنْ يَّتَعَرَّفَ عَلىٰ جُمْلَةٍ طَيِّبَةٍ مِنَ الْمَكَارِمِ الَّتِيْ أُكْرِمَ بِهَا نَبِيَّهُ ، وَالْفَضَائِلِ الَّتِىْ فَضَّلَهُ بِهَا عَلَى الْعَالَمِيْنَ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَجْمَعِيْنَ ، بَلْ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ بِأَدِلَّةٍ ثَابِتَةٍ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ ، وَالنَّظَرِ السَّلِيْمِ فِيْهِمَا ، وَالْإِسْتِنْبَاطِ مِنْهُمَا ، فَإِنَّ ذٰلِكَ مِمَّا يَزِيْدُهُ بِلَاشَكٍّ إِيْمَانًا وَّ حُبًّا مُخْلِصًا لِلنَّبِيِّ ﷺ ، هٰذَا الْحُبُّ الَّذِىْ هُوَ شَرْطٌ أَسَاسِيٌّ أَنْ يَّسْتَقِرَّ فِيْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ مَقْرُوْنًا

[1] سورة الإسراء/الآية ۷۹۔

بِحُبِّ اللّٰهِ تَعَالَى الَّذِیْ تَفَضَّلَ بِإِرْسَالِهِ إِلَيْنَا.))[1]

''میرا یہ اعتقاد ہے کہ ہر سچے مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ اخلاق عالیہ کی ایک معقول تعداد، اور ان فضائل سے آگاہ ہو جن کی رو سے اللہ تعالیٰ نے انہیں تمام جنوں اور انسانوں پر، بلکہ برگزیدہ فرشتوں پر بھی فضیلت عطا فرمائی۔ اور وہ کتاب وسنت کے ٹھوس دلائل، اور ان میں نظرِ سلیم اور استنباط سے ثابت ہیں۔ بلا شک وشبہ اس کے ذریعہ آپ ﷺ کے ساتھ ایمان اور آپ کے ساتھ مخلصانہ محبت میں اضافہ ہوتا ہے، اور یہ محبت ایسی ہے کہ ہماری طرف آپ کو مبعوث کرنے والے اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ، اس کا قلبِ مومن میں جاگزین ہونا [ایمان کی] بنیادی شرط ہے۔''

## 5۔ آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ کو جاننا اور یاد رکھنا:

فطری طور پر لوگ بلند اخلاق والے لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ عظیم اخلاق والے تھے۔ اس بارے میں صرف رب ذوالجلال کی گواہی ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾[2]

''یقیناً آپ (ﷺ) عظیم اخلاق والے ہیں۔''

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا: (( إِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ. ))

''یقیناً نبی ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔''

---

[1] بداية السول في تفضيل الرسول ﷺ ص ٤.
[2] سورة القلم /الآية ٦.

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے:

(( وَمَعْنَي ذٰلِكَ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ صَارَ امْتِثَالُ الْقُرْآنِ أَمْرًا وَّنَهْيًا سَجِيَّةً لَهُ ، وَخُلُقًا تَطَبَّعَهُ. فَمَهْمَا أَمَرَهُ الْقُرْآنُ فَعَلَهُ ، وَمَهْمَا نَهَاهُ عَنْهُ تَرَكَهُ. هٰذَا مَعَ مَا جَبَلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنَ الْخُلُقِ الْعَظِيْمِ مِنَ الْحَيَاءِ وَالْكَرَمِ ، وَالشُّجَاعَةِ ، وَالصَّفْحِ وَالْحِلْمِ ، وَكُلِّ خُلُقٍ جَمِيْلٍ.))[1]

''اس سے مراد یہ ہے کہ قرآنی اوامر ونواہی کی پابندی آپ کی طبیعت اور مزاج میں رچ بس چکی تھی۔ قرآن کریم جس بات کا حکم دیتا اس پر آپ ﷺ عمل پیرا ہو جاتے، جس سے منع کرتا اس کو چھوڑ دیتے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے اخلاق عظیم کی ہر صفت: شرم وحیا، جود وسخا، شجاعت، عفو ودرگذر، تحمل، بردباری اور دیگر ہر اچھا اخلاق جبلی طور پر آپ ﷺ کی طبیعت میں ودیعت فرما دیا تھا۔''

ہمارے نبی کریم ﷺ اخلاق عالیہ کی ان بلندیوں پر فائز تھے کہ مخلوق میں کوئی بھی اس تک آپ سے پہلے پہنچا اور نہ ہی کسی کی تا روزِ قیامت اس تک رسائی ہوگی۔ علامہ العزعبدالعزیز بن عبدالسلام نے نبی کریم ﷺ کے فضائل بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

((وَمِنْهَا أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَي أَثْنَى عَلَى خُلُقِهِ ، فَقَالَ: ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلٰي خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾ وَاسْتِعْظَامُ الْعُظَمَاءِ لِلشَّيْءِ يَدُلُّ

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ٤/٤٢٥ ؛ نیز ملاحظہ ہو: التحریر والتنویر ٢٩/٦٤ ؛ وتفسیر السعدي ص٩٦٢.

عَلَي إِيْغَالِه فِيْ الْعَظَمَةِ ، فَمَا الظَّنُّ بِاسْتِعْظَامِ أَعْظَمِ الْعُظَمَاءِ.))[1]

''اور ان میں سے (ایک بات) یہ ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاق کی تعریف فرمائی ہے۔ ارشاد ہے: [(ترجمہ:) ''یقیناً آپ ﷺ عظیم اخلاق والے ہیں'' ] بڑوں کا کسی چیز کو بڑا کہنا اس چیز کی بہت زیادہ عظمت پر دلالت کیا کرتا ہے، تو وہ چیز کس قدر عظیم ہوگی جس کو تمام بڑوں میں سے سب سے زیادہ بڑے (اللہ تعالیٰ) عظیم قرار دیں؟''

تفسیر آیت شریفہ میں علامہ الوسی نے تحریر کیا ہے:

(( لَا يُدْرِكُ شَأْوَهُ أَحَدٌ مِنَ الْخُلُقِ.))[2]

''مخلوق میں سے کسی کی اس کی بلندی تک رسائی نہیں۔''

آنحضرت ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سچے، سب سے زیادہ ایفائے عہد کرنے والے، سب سے زیادہ شفیق و مہربان، سب سے زیادہ شرم و حیا والے، سب سے زیادہ جود و سخا والے، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے، دوسروں کو اپنی ذات پر سب سے زیادہ ترجیح دینے والے اور دنیا اور اس کے ساز و سامان سے سب سے زیادہ زہد اختیار فرمانے والے تھے۔[3]

آپ ﷺ کے اخلاقِ عالیہ کے بارے میں گواہی دوست اور دشمن، موافق اور مخالف سب لوگوں نے دی ہے۔ مثال کے طور پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے متعلق اپنے تاثرات بایں الفاظ بیان کیے:

---

[1] بداية السول في تفضيل الرسول ﷺ ص٥٨

[2] روح المعاني ٢٥/٢٩.

[3] آنحضرت ﷺ کے اخلاق عالیہ کے بارے میں بعض شواہد اور دلائل راقم السطور کی کتاب "السلوك وأثره في الدعوة إلى الله تعالىٰ" کے ص٣٧۔ص٩١ میں ملاحظہ فرمائیے۔

(( كَلَّا وَاللّٰهِ! لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَداً ، وَإِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِيَ الضَّيْفَ ، وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ. ))[1]

''ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا، یقیناً آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، بے کسوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، مفلسوں کے لیے آپ کماتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور راہِ حق میں (مبتلائے مصیبت لوگوں کی) آپ اعانت کرتے ہیں۔''

آپ ﷺ کی دوسری زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے اخلاقِ عالیہ کے متعلق گواہی بایں الفاظ دیتی ہیں:

(( مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ ، وَلَا امْرَأَةً ، وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ ، فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ إِلَّا أَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. ))[2]

''رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہ مارا، نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو، راہِ اللہ میں جہاد کے دوران آپ کو اذیت پہنچائی جاتی، تو کبھی بھی آپ نے اذیت پہنچانے والے سے انتقام نہ لیا، البتہ اگر اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کیا جاتا، تو آپ اللہ عزوجل کے لیے انتقام لیتے۔''

انہوں نے یہ بھی بیان کیا:

---

[1] صحيح البخاري ، كتاب بدء الوحي ، باب ، جزء من رقم الحديث ٣ ، ١/ ٢٣ .

[2] صحيح مسلم ، كتاب الفضائل ، باب مباعدته ﷺ للآثام ، واختياره من المباح الأسهل ، وانتقامه لله عند انتهاك حرماته ، رقم الحديث ٧٩ (٢٣٢٨)، ٤/ ١٨١٤ .

(( مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : بَيْنَ أَمْرَيْنِ ، أَحَدُهُمَا أَيْسَرُ مِنَ الْآخَرِ ، إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا ، مَالَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ. ))[1]

''جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو کاموں میں سے ایک کے چناؤ کا اختیار دیا گیا، جن میں سے ایک دوسرے سے زیادہ آسان ہوتا، تو آپ ﷺ آسان کام کو چنتے، جب تک کہ وہ گناہ نہ ہوتا۔ اور اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ ﷺ اس سے تمام لوگوں سے زیادہ دور ہوتے۔''

آپ ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ کے اخلاق عالیہ کی تصویر کشی بایں الفاظ کی ہے:

((خَدَمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ. وَاللّٰهِ! مَا قَالَ لِي أُفًّا قَطُّ. وَلَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ: لِمَ فَعَلْتَ كَذَا؟ وَهَلَّا فَعَلْتَ كَذَا؟ ))[2]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ نے کبھی بھی مجھے ''اُف'' تک نہ کہا، اور نہ ہی کبھی کسی چیز کے متعلق فرمایا: ''تو نے (یہ) کیوں کیا؟ اور یہ کیوں نہیں کیا؟''

صرف یہی نہیں، بلکہ تاجِ نبوت پہنائے جانے سے قبل بھی آنحضرت ﷺ اپنے اخلاقِ عالیہ کے ساتھ معروف ومشہور تھے۔ اس پر دلالت کناں باتوں میں سے ایک وہ ہے جس کو امام طبرانی نے بنائے کعبہ کے قصہ کے متعلق حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

---

[1] صحیح مسلم ، کتاب الفضائل ، باب مباعدته ﷺ للآثام ، واختیاره من المباح الأسهل ، وانتقامه لله عند انتهاك حرماته ، رقم الحدیث ۷۸ (۲۳۲۷) ، ۱۸۱۳/٤.

[2] المرجع السابق ، باب كان رسول الله ﷺ أحسن الناس خلقاً ، ٥١ (۲۳۰۹)، ١٨٠٤/٤.

((لَمَّا رَأَوُا النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَخَلَ، قَالُوا: "قَدْ جَاءَ الْأَمِيْنُ.")) [1]

''جب اُنہوں (قریش) نے دیکھا کہ نبی ﷺ تشریف لائے ہیں، تو انہوں نے کہا: ''بلاشک وشبہ ''الامین'' پہنچ گیا ہے۔''

اسی بات کے دلائل میں سے ایک وہ ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

((لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ ﴾ صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الصَّفَا، فَجَعَلَ يُنَادِي: يَا بَنِيْ فِهْرٍ! يَا بَنِي عَدِيٍّ! لِبُطُونِ قُرَيْشٍ حَتَّي اجْتَمَعُوا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَّخْرُجَ، أَرْسَلَ رَسُولاً لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ أَبُوْ لَهَبٍ، وَّقُرَيْشٌ فَقَالَ: "أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلاً بِالْوَادِي تُرِيْدُ أَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟"
قَالُوْا: "نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا.")) [2]

''جب (آیت شریفہ) نازل ہوئی: ''اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے'' تو نبی ﷺ صفا پر چڑھے، اور پکارنا شروع کیا: ''اے بنی فہر! اے بنی

---

[1] منقول از مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب علامات النبوة، باب ما کان یُدْعَی به ﷺ قبل البعثة، ۲۲۹/۸۔ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق تحریر کیا: " رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح غير حفص بن عمر الضرير وخالد بن عرعرة، وكلاهما ثقة." (المرجع السابق ۲۲۹/۸)

''طبرانی نے اس کو [معجم] اوسط میں روایت کیا ہے۔ حفص بن عمر الضریر اور خالد بن عرعرۃ کے علاوہ باقی روایت کرنے والے صحیح کے راویوں میں سے ہیں، اور وہ دونوں [بھی] ثقہ ہیں۔''

[2] صحیح البخاري، کتاب التفسیر، باب: (وأنذر عشیرتك الأقربین)، جزء من رقم الحدیث ۴۷۷، ۵۰۱/۸

عدی! (اور) قریش کے دوسرے خاندان والوں کو (بھی)، یہاں تک کہ وہ (سب) جمع ہو گئے، اگر کوئی شخص کسی وجہ سے نہ آ سکا، تو اس نے اپنا کوئی نمائندہ بھیج دیا، تا کہ معلوم ہو کہ کیا بات ہے۔ ابولہب بھی قریش کے دوسرے لوگوں کے ساتھ آیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تم سے کہوں کہ وادی میں گھوڑ سواروں کا ایک دستہ ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے، تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟''

انہوں نے کہا: ''ہاں! ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا ہی پایا ہے۔''

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نقل کردہ روایت میں ہے:

(( مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كِذْبًا. ))[1]

''ہم نے کبھی آپ کے ہاں جھوٹ نہیں دیکھا۔''

منصب نبوت پر فائز کیے جانے سے پیشتر، آپ ﷺ کے قبیلہ قریش کے لوگوں نے آپ کو (صادق) اور (امین) کی حیثیت سے جانا اور پہچانا، اور اس بارے میں وہ اپنی رائے کا صراحت سے اظہار کیا کرتے تھے۔ صرف یہی نہیں، بلکہ بعثت کے بعد، جب کہ وہ آپ کے شدید ترین دشمن بن گئے تھے، انہوں نے آپ ﷺ کی راست بازی اور وفا کی گواہی دی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ شاہِ روم ہرقل نے ابوسفیان سے دریافت کیا:

((فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكِذْبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ؟))

''کیا تم اس کے دعوائے نبوت سے پہلے اس پر جھوٹ بولنے کا الزام

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب في قوله تعالىٰ: (وأنذر عشيرتك الأقربين)، جزء من رقم الحديث ۳۵۵ (۲۰۸)، ۱/۱۹۴.

لگاتے تھے؟''

میں (یعنی ابوسفیان) نے کہا: ''نہیں''

اس (ہرقل) نے کہا: ((فَهَلْ يَغْدِرُ؟)) ''پس کیا وہ بدعہدی کرتا ہے؟''

((قُلْتُ: "لَا وَنَحْنُ مَعَهُ فِي مُدَّةٍ لَا نَدْرِي مَاهُوَ فَاعِلٌ فِيهَا.))

''میں (یعنی ابوسفیان) نے کہا: ''نہیں! اور ہم (اب) اس کے ساتھ مدت (حالتِ صلح) میں ہیں، معلوم نہیں وہ اس میں کیا کرنے والا ہے۔''

جب کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے مذکورہ بالا اور اس کے علاوہ دیگر بہت سے اخلاقِ عالیہ سے آگاہ ہو، اور اس بارے میں اپنوں، بیگانوں، دوستوں اور دشمنوں سب کو رطب اللسان پائے، اور سب سے بڑھ کر علاّم الغیوب کی آپ کے اخلاق عالیہ کے بارے میں شہادت کو پیشِ نظر رکھے، تو آپ ﷺ کے ساتھ شدید محبت اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے موجزن ہوگی۔

نبی کریم ﷺ کے محاسنِ اخلاق ذکر کرنے کے بعد قاضی محمد سلیمان منصور پوری تحریر کرتے ہیں: ''اس بحرِ ناپیدا کنار کی شناوری محال ہے، اور خلاصۃ المقال یہ ہے کہ کیا ایسے اخلاق فاضلہ کا ہادی، ایسے محاسن جمیلہ کا مالک، ایسے اشرف اقوال کا صاحب، ایسے جمیل السجایا[1] کا متحمل ایسا ہے کہ اس سے محبت کی جائے؟ یا ایسا ہے کہ اس سے محبت نہ کی جائے؟

میں تو زور سے کہوں گا کہ جو کوئی بھی ایسے محمد (ﷺ) ایسے ستودہ، ایسے محمودہ، ایسے وجود باجود، ایسے مصطفیٰ، ایسے برگزیدہ سے محبت نہیں کرتا، وہ فی الحقیقت ان جملہ اخلاق وصفات سے محبت نہیں رکھتا، اور اس لیے وہ خود بھی ان

---

[1] خوبصورت عادات والا

اخلاق وصفات سے متصف ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ "اعاذنا الله منها"[1]

بلکہ قاضی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیرت النبی ﷺ لکھنے کا مقصد ہی آپ ﷺ کی محبت کو دلوں میں موجزن کرنا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سیرت النبی ﷺ کے لکھنے کا مقصد اس خاکسار کا، بلکہ جملہ علمائے کبار کا یہی ہے اور یہی ہونا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کے وجودِ باجود کے متعلق پڑھنے والے کے قلب کو ایمان، فواد کو ایقان، روح کو راح، اور صدر کو انشراح ہو جائے، اور محبت کا وہ پاک چشمہ جو خس و خاشاک علائق سے دب گیا تھا یا سنگلاخ جہل میں رُک گیا تھا پھر فوارہ وار اسی بلندی تک موجزن ہو جائے جس بلندی سے چلا تھا۔"[2]

## 6۔ کثرت سے آپ ﷺ کا ذکرِ خیر کرنا اور آپ پر دُرود پڑھنا:

نبی کریم ﷺ کی محبت دلوں میں جاگزیں کرنے اور اس میں ترقی اور اضافہ کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کا ذکرِ جمیل بہت زیادہ کیا جائے اور آپ پر دُرود شریف کثرت سے پڑھا جائے، کیونکہ کسی چیز کے کثرت ذکر کے ساتھ اس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے، اور اس میں ترقی اور اضافہ ہوتا ہے۔ امام ابن القیم نے دُرود شریف کے فوائد وثمرات بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

((إِنَّهَا سَبَبٌ لِدَوَامِ مُحَبَّتِهِ لِلرَّسُولِ ﷺ وَزِيَادَتِهَا وَتَضَاعُفِهَا ، وَذٰلِكَ عَقْدٌ مِنْ عُقُودِ الْإِيْمَانِ الَّذِيْ لَا يَتِمُّ إِلَّا بِهِ لِأَنَّ الْعَبْدَ كُلَّمَا أَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِ الْمَحْبُوْبِ

---

[1] رحمة للعالمين ﷺ ٤٤٢/٢ .

[2] رحمة للعالمين ٤٢٣/٢ .

وَاسْتِحْضَارِهٖ فِيْ قَلْبِهٖ ، وَاسْتِحْضَارِ مَحَاسِنِهٖ وَمَعَانِيْهِ الْجَالِبَةِ لِحُبِّهٖ تَضَاعَفَ حُبُّهُ ، وَتَزَايَدَ شَوْقُهُ اِلَيْهِ ، وَاسْتَوْلٰى عَلَي جَمِيْعِ قَلْبِهٖ ، وَإِذَا أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِهٖ وَإِحْضَارِ مَحَاسِنِهٖ بِقَلْبِهٖ نَقَصَ حُبُّهُ مِنْ قَلْبِهٖ. ))[1]

''بلا شک وشبہ وہ (دُرود شریف) حب رسول ﷺ کے دوام اور اس میں اضافہ اور بڑھوتری کا سبب ہے، اور یہ ایمان کی مضبوط بنیادی باتوں میں سے ایک ہے، جس کے بغیر بندے کا ایمان مکمل نہیں ہوتا، کیونکہ بندہ جب بھی محبوب کا ذکر کثرت سے کرے گا، اس کو اپنے دل میں مستحضر رکھے گا، اس کی خوبیوں اور دیگر محبت پیدا کرنے والے معانی کو پیشِ نظر رکھے گا، تو اس کی محبت دو چند ہوگی۔ اس کے شوق میں اضافہ ہوگا، اور جب اس کی یاد سے اعراض کرے گا، اس کے محاسن کا اپنے دل میں استحضار نہ کرے گا، تو اس کے دل میں اس کی محبت میں کمی واقع ہوگی۔''

## 7۔ آنحضرت ﷺ سے محبت کرنے والوں کے احوال کو پیشِ نظر رکھنا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے اہل ایمان نبی کریم ﷺ کو مخلوق میں سے ہر چیز سے زیادہ عزیز اور محبوب سمجھتے تھے۔ اور اب بھی سچے اہل ایمان ایسے ہی ہیں۔ اس بارے میں ان کے سینکڑوں واقعات وشواہد ہیں جن میں غور وفکر کرنے اور ان کو پیشِ نظر رکھنے سے نہ صرف آپ ﷺ سے محبت پیدا ہوتی ہے، بلکہ اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑنے والی بات بفضل رب العزت پوری ہوتی ہے۔

[1] ملاحظہ ہو: جلاء الأفهام في فضل الصلاة والسلام على محمد خير الأنام ص٤٤٧.

علاوہ ازیں ہمارے نبی کریم ﷺ تو وہ ہیں کہ جمادات بھی آپ سے محبت کرتے تھے۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

(( قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: " إِنَّ أُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّه. ))[1]

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

جب اُحد پہاڑ جمادات میں سے ہونے کے باوجود آنحضرت ﷺ سے پیار کرتا ہے، تو نعمت ایمان سے بہرہ ور شخص کب یہ گوارہ کرے گا کہ آپ ﷺ کی محبت میں پہاڑ اس پر سبقت لے جائے۔

صرف یہی نہیں، بلکہ لکڑی کا ٹکڑا بھی آپ ﷺ کے فراق میں شدید حسرت اور کرب میں مبتلا ہو گیا تھا۔ حضرات ائمہ احمد، ابن حبان اور ابو یعلی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

(( كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُسْنِدُ ظَهْرَهٗ اِلَي خَشَبَةٍ. فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ قَالَ:" ابْنُوالِي مِنْبَرًا." أَرَادَ أَنْ يُّسْمِعَهُمْ ، فَبَنَوْا لَهٗ عِتْبَتَيْنِ ، فَتَحَوَّلَ مِنَ الْخَشَبَةِ اِلَي الْمِنْبَرِ.

قَالَ:" فَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ سَمِعَ الْخَشَبَةَ تَحِنُّ حَنِينَ الْوَالِهِ. "

---

[1] متفق عليه: صحيح البخاري ، كتاب المغازى، باب أحد جبل يحبنا ونحبه ، رقم الحديث ٤٠٨٣ ، ٣٧٧/٧؛ وصحيح مسلم ، كتاب الحج ، باب أحد جبل يحبنا ونحبه ، رقم الحديث ٥٠٤ (١٣٩٣)، ١٠١١/٢. متن میں منقولہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

قَالَ: " فَمَا زَالَتْ تَحِنُّ حَتَّى نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمِنْبَرِ فَمَشٰي إِلَيْهَا ، فَاحْتَضَنَهَا ، فَسَكَنَتْ.")) [1]

''جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرماتے ،تو اپنی پشت کے ساتھ لکڑی کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ٹیک لگاتے۔ جب لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگئی ،تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے ایک منبر بناؤ۔'' آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ (منبر پر خطبہ دینے کی صورت میں) لوگوں کو (اچھی طرح) سنا سکیں۔

راوی نے بیان کیا: ''مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ انہوں نے لکڑی کے ٹکڑے کو گم شدہ بچے والی ماں کی طرح بے قراری سے روتے سُنا۔''

انہوں نے بیان کیا: ''وہ بے قراری سے روتا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور اس کی طرف گئے۔ اس کو اپنی آغوش میں لیا تو اس کو قرار و سکون آیا۔''

امام ابن حبان اور امام ابو یعلیٰ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو رونا شروع کر دیتے، اور فرماتے:

(( يَا عِبَادَ اللّٰهِ! اَلْخَشَبَةُ تَحِنُّ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَوْقًا لِمَكَانِهِ مِنَ اللّٰهِ، فَأَنْتُمْ أَحَقُّ أَنْ تَشْتَاقُوا إِلٰي

---

[1] المسند، رقم الحديث١٣٣٦٣، ٧١/٢١ ؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب التاريخ ، باب المعجزات، ذكر البيان بأن الجزع الذي ذكرنا إنما سكن باحتضانه المصطفىٰ ﷺ إياه ، رقم الحديث ٦٥٠٧، ١٤/٤٢٦-٤٢٧ ؛ ومسند أبي يعلىٰ، مسند أنس رضي الله عنه، رقم الحديث(٢٥٦)، ١٤٢/٥. شیخ شعیب ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے حدیث مسند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٧١/٢١). متن میں منقول الفاظ المسند کے ہیں۔

لِقَائِه . ")) [1]

"اے اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ تعالیٰ کے ہاں آنحضرت ﷺ کے عظیم مقام کی بنا پر آپ کے وصال کے شوق میں لکڑی کا ٹکڑا بے چین ہوتا ہے، تمہیں تو آپ ﷺ کی ملاقات کے شوق میں بہت زیادہ بے قرار ہونا چاہیے۔"

میں اس موقع پر مشرق و مغرب کے تمام اہل اسلام، بلکہ تمام بنی نوع انسان سے یہ پر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ محبت رسول کریم ﷺ کی فرضیت اور اہمیت کو جانیں اور پہچانیں، اس کے ثمرات و برکات سے آگاہی حاصل کریں، آپ ﷺ کے احسانات و عنایات کا ادراک کریں، آپ کے عظیم مقام و مرتبہ کو سمجھنے کی کوشش کریں، آپ کے بے مثال عظیم اخلاق کریمہ کو ہمیشہ اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں، کثرت سے آپ کا ذکر خیر کریں، آپ پر بہت زیادہ دُرود پاک پڑھا کریں، اور آپ ﷺ سے محبت کرنے والوں کے احوال کو پیش نظر رکھیں۔ شاید کہ مولائے رحمٰن و رحیم اپنے فضل و کرم سے ان باتوں کے ساتھ ہمارے دلوں میں اپنے حبیب کریم حضرت محمد ﷺ کی بے پناہ محبت موجزن فرما دیں۔ إنّه على كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ. وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

---

[1] ملاحظہ ہو: الاحسان في تقريب صحيح ابن حبان ٤٢٧/١٤ ومسند أبي يعلىٰ ١٤٣/٥.

# المصادر والمراجع


- "الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للأمير علاء الدين الفارسي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ بتحقيق الشيخ شعيب الأرناؤوط.
- "بداية السؤل في تفضيل الرسول ﷺ" للعلّامة العز عبدالعزيز بن عبدالسلام.
- "تفسير البيضاوي" للقاضي ناصر الدين البيضاوي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاول ١٤٠٨هـ.
- "تفسير التحرير والتنوير" للشيخ محمد الطاهر ابن عاشور، ط: الدار التونسية للنشر تونس، بدون الطبعة، سنة الطبع ١٣٩٩هـ.
- "تفسير ابن كثير" المسمّى بـ "تفسير القرآن العظيم" للحافظ ابن كثير، ط: دار الفيحاء دمشق و دار السلام الرياض، الطبعة الأول ١٤١٣هـ، بتقديم الشيخ عبدالقادر الأرناؤوط.
- "تفسير السعدي المسمّى بـ "تيسير القرآن الكريم في تفسير كلام المنان" للشيخ عبدالرحمن بن ناصرالسعدي، بتحقيق الشيخ عبدالرحمن بن معلاّ اللويحق، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- "تفسير القرطبي، المسمّى بـ "الجامع الأحكام القرآن" الإمام أبي عبدالله القرطبي، ط: دار احياء التراث العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.
- "جامع الترمذي" (المطبوع مع شرحه تحفة الأحوذي) للإمام أبي عيسىٰ الترمذي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

- "جلاء الافهام في فضل الصلاة والسلام على محمد خير الأنام" للإمام ابن قيم الجوزية،ط: دار العروبة الكويت، الطبعة الثانية ١٤٠٧ھ ، بتحقيق الشيخين شعيب الأرناؤوط وعبدالقادر الأرناؤوط۔
- الحرص على هداية الناس في ضوء النصوص و سير الصالحين" فضل الٰهى،ط: إدارة ترجمان الإسلام جحرانواله باكستان، الطبعة الخامسة١٤١٩ھ.
- "روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني" للعلّامة محمود الألوسي ، ط : دار إحياء التراث العربي بيروت ، الطبعة الرابعة ١٤٠٥ھ.
- السلوك و أثره في الدعوة إلى الله تعالىٰ" فضل الٰهى ، ط: دار ابن حزم بيروت ، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ.
- شرح النووى على صحيح مسلم "للإمام النووي، ط: دار الفكر بيروت ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ١٤٠١ھ.
- "صحيح البخاري"(المطبوع مع فتح الباري) للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، نشر و توزيع: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية ، بدون الطبعة و سنة الطبع.
- "صحيح مسلم"للإمام مسلم بن الحجاج القشيري، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبدالباقي ، نشروتوزيع: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء والدعوة ولإرشاد بالمملكة العربية السعودية ، بدون

الطبعة ، سنة الطبع ١٤٠٠هـ.

- "عمدة القاري"للعلّامة بدر الدين العيني، ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع.
- "مجمع الزوائد و منبع الفوائد" للحافظ نور الدين الهيثمي، ط: دار الكتاب العربي بيروت ، الطبعة الثالثة١٤٠٢هـ.
- " المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز" للقاضي ابن عطية الأندلسي ، بتحقيق المجلس العلمي بمكناس ، بدون اسم الناشر، وبدون الطبعة ، سنة الطبع ١٤١٣هـ.
- "المسند"للإمام أحمد بن حنبل،ط: مؤسسة الرسالة بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- مسند أبي يعلى الموصلي"للإمام أحمد بن علي بن المثنى التميمي ، ط: دار المأمونُ للتراث دمشق، الطبعة الأولى١٤٠٤هـ، بتحقيق الأستاذ حسين سليم أسد.
- "هامش المسند" للشيخ شعيب الأرناؤوط ورفقائه ، ط: مؤسسة الرسالة بيروت،الطبعة الأولىٰ١٤١٧هـ.

**باللغة الأردية:**

- رحمۃ للعالمین ﷺ ،القاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، ط: مکتبہ اسلامیہ لاہور۔

مؤلف کے قلم سے:

# نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں

کتاب کے موضوعات:

① نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساری مخلوق سے زیادہ محبت کرنے کی فرضیت

② آنحضرت ﷺ کی محبت کے دنیا و آخرت میں ثمرات وفوائد

③ آنحضرت ﷺ سے محبت کی علامتیں:

ا آپ ﷺ کے دیدار اور صحبت کی شدید تمنا

ب آپ ﷺ پر سب کچھ نچھاور کرنے کی کامل استعداد

ج آپ ﷺ کی مکمل اطاعت

د آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی خاطر جان ومال کی قربانی کے لیے مستعد رہنا

④ آنحضرت ﷺ کی محبت کے متعلق حضراتِ صحابہ کے چھتیس ایمان افروز سنہری واقعات

تنبیہ: شانِ مصطفیٰ ﷺ کے بیان میں راہِ اعتدال سے نہ ہٹنا

# نبی کریم ﷺ بحیثیت والد

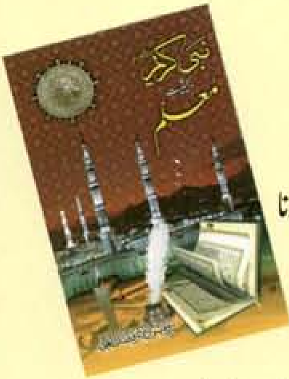
کتاب کے موضوعات:

① اولاد اور نواسوں کی ملاقات کے لیے تشریف لے جانا
② بیٹی کا حسنِ استقبال ③ بیٹیوں کی اولاد سے شدید پیار
④ اولاد کے لیے دعائیں ⑤ اولاد کی تعلیم کا اہتمام
⑥ نواسوں کو کھلانا ہنسانا ⑦ بیٹیوں کی عائلی زندگی سے تعلق
⑧ نواسوں کے معاملات سے گہری دلچسپی
⑨ بیٹی اور داماد کی ضرورت پر فقیر طلبہ کی ضرورت کو ترجیح
⑩ بیٹی اور داماد کو نمازِ تہجد کی ترغیب
⑪ صاحبزادی کو دنیاوی زیب وزینت سے دور رکھنا
⑫ بیٹی کو دوزخ سے بچاؤ کی خود کوشش کرنے کی تلقین
⑬ اولاد کا احتساب ⑭ دامادوں کے ساتھ گہرا تعلق اور معاملہ
⑮ اولاد کی بیماری اور وفات پر صبر
⑯ شدید غم کے باوجود بیٹیوں کی تجہیز و تکفین کا بندوبست
⑰ بیٹیوں کو صبر کی تلقین

مصنف کے قلم سے:

## نبی کریم ﷺ بحیثیت معلّم

توفیقِ الٰہی سے اس بارے میں کتاب ھذا میں چھیالیس باتیں پیش کی گئی ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:



- ہر مناسب وقت اور جگہ میں تعلیم
- مختلف اقسام کے لوگوں کو تعلیم دینا
- شاگردوں کو نام، کنیت یا لقب سے پکارنا
- شاگردوں کے لیے دعا
- بات کا اعادہ کرنا
- دورانِ تعلیم اشاروں، شکلوں اور لکیروں کا استعمال
- عمدہ استفسار کی تعریف
- طلبہ کی صلاحیتوں کا ادراک
- آسانی کرنے والے معلّم

## کتاب کے امتیازی خصائص:

- بنیادی معلومات کے لیے مصدر و مرجع کتاب وسنت
- استدلال کرتے وقت تفاسیر اور شروح حدیث سے بھرپور اسفادہ